ترجمہ وتلخیص

اعضاء کی پیوند کاری

ایک نقطۂ نظر

انگریزی سے ترجمہ: ڈاکٹر منور حسین فلاحی

زیر نظر مسئلہ پر شروع سے علماء کی دو رائیں ہیں ایک رائے اس کے مطلق جواز کے حق میں ہے دوسری اس کے برعکس، اس تحریر میں صرف ایک رائے کی نمائندگی ہوئی ہے، اور مخالف رائے کے دلائل اور اعتراضات کا جواب دینے کی کوشش بھی کی گئی ہے۔ مضمون کے بنیادی مباحث شیخ مناع القطان کی کتاب فقہی اجتہاد سے ماخوذ ہیں جبکہ اعتراضات اور ان کے جائزہ والا حصہ دی مسلم ریڈر ج ۵ ش ۲ سے لیا گیا ہے۔ ضرورت ہے کہ دوسرے پہلو پر بھی مدلل انداز سے باتیں سامنے آئیں ——— (مترجم)

اسلامی فقہ انسانی مفادات کا فروغ چاہتی ہے۔ اگر قرآن مجید اور حدیث نبوی زندگی کے کسی مسئلہ میں کوئی واضح رہنمائی نہیں کرتے تو فقہاء اس بات کے مکلف ہیں کہ انسانوں کے مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے اور شرعی اصولوں کی رہنمائی میں اس کا کوئی حل تلاش کریں۔ اس طریقہ سے کیا گیا فیصلہ ہی بہتر فیصلہ تصور کیا جائے گا۔

کسی مسئلہ کے سلسلہ میں قانونی فیصلہ دیتے وقت درج ذیل اصولوں کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔

ممنوع چیزیں بھی ضرورت کے وقت مباح ہو جاتی ہیں۔

مضرت رساں تکلیف کا ازالہ ہونا چاہیے۔

حاجت کو بھی ضرورت کے مثل سمجھا جائے۔

نقصان کا ازالہ، فائدہ کے حصول پر ترجیح رکھتا ہے۔

اگر دو فائدوں میں ٹکراؤ کی صورت ہو تو بڑے فائدے کو ترجیح حاصل ہوگی۔ آسانی اور دشواری کے درمیان ٹکراؤ ہونے کی صورت میں جس کی طرف اصول شریعت کا رجحان غالب ہوگا اسی کو اختیار کیا جائے گا۔

اجتہادی نقطۂ نظر سے یہ ضروری ہے کہ مندرجہ بالا اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے ایثار و تعاون کے اسلامی تصورات کی وضاحت کے ساتھ ساتھ موجودہ دور کی تمام ترقیوں اور امکانات کو قانون سازی کے وقت سامنے رکھا جائے۔

اسلامی شریعت کے اندر یہ صلاحیت ہے کہ وہ ہر زمانہ کے انسانی تقاضوں اور ضرورتوں کی تکمیل کر سکے اس لیے کسی بھی پیش آمدہ مسئلہ میں درج بالا اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے اجتہاد کرنا چاہیے۔ اس طرح کوئی ایسا مسئلہ جو زندگی کے کسی پہلو سے متعلق ہو اور نئے حالات اور تقاضوں کی روشنی میں اس میں تفصیلی غور و خوض کی ضرورت ہو تو اس پر از سر نو غور و فکر کیا جائے۔ عہد حاضر کی ایجادات، انکشافات اور ترقیات کے سلسلہ میں بھی اسلامی نقطۂ نظر کو پیش کرنے کی ضرورت ہے اور یہ کام بغیر اجتہاد کے انجام نہیں پا سکتا۔ اسی طرح بعض مسائل میں جس قدر تفصیلی غور و خوض کی ضرورت آج پیش آئی ہے پہلے نہیں تھی ان پر مطلوبہ انداز میں غور و فکر ہونا چاہیے۔

طبی دنیا میں جو ترقیاں ہوئی ہیں ان پر اسلامی نقطۂ نظر سے غور و فکر کے لیے درج ذیل امور قابل توجہ ہیں۔

بقائے نفس

اسلامی فقہ میں بقائے نفس کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ مریض کے علاج کے لیے یا انسانی زندگی کی بقا کے لیے موجودہ سائنسی و طبی وسائل و ذرائع کو اختیار کرنا جائز ہے لیکن اسلامی فقہ کے جو لازمی مقاصد ہیں ان کا تحفظ اور ان کی رعایت بہر حال ضروری ہے۔

لاش کی چیر پھاڑ

بعض مخصوص حالات میں مُردے کی چیر پھاڑ جائز ہے اور بعض حالات میں ضروری ہے مثال کے طور پر ڈاکٹر اور سرجن کی تیاری اور تربیت ایک قومی ضرورت ہے اس ضرورت کے لیے یہ عمل فرضِ کفایہ قرار پاتا ہے کیونکہ یہ طبی عمل کا ایک ناگزیر جزء ہے اس طرح حادثاتی اموات کے اسباب کا پتہ چلانے کے لیے بھی پوسٹ مارٹم کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ لوگوں کے درمیان انصاف قائم کیا جا سکے۔

پوسٹ مارٹم اور اس طرح کے دوسرے آپریشن کسی جائز فائدے کے حصول کے لیے ہی ہوتے ہیں۔ ایسا کرتے وقت ضرورت کی سطح اور فائدہ کی کیفیت کے لحاظ سے ہی اس کے درست ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں صرف لاش کی ظاہری ہئیت کو مسخ کرنے کی ممانعت ہے۔ مثلاً تذلیل، انتقام یا تفریح کے جذبہ سے کوئی ایک عضو یا متعدد ظاہری اعضاء کاٹ ڈالے جائیں یا شکل وصورت بگاڑ دی جائے۔

اعضاء کی پیوند کاری

کسی شخص کی زندگی کے لیے ایک مردہ شخص کے کسی عضو کی پیوند کاری جائز ہے بشرطیکہ وہ شخص اپنی زندگی میں اس عضو کے عطیہ کا اعلان کر چکا ہو۔ گرچہ اس عمل سے مردہ کی کسی قدر بے حرمتی ہوتی ہے لیکن اس کا مقصد ایک اعلیٰ تر مفاد کا حصول اور ایک ناگزیر ضرورت کی تکمیل ہے اس لیے یہ جائز ہے۔ یہاں کوئی انتقامی جذبہ کارفرما نہیں ہوتا۔

ایک زندہ شخص کی صحت کی بقا ایک مردہ شخص کے جسم کی حرمت پر فوقیت رکھتی ہے اس لیے جو ارجح اور برتر مفاد ہے اسی کو ترجیح حاصل ہوگی ایسی صورتوں میں ممنوعات کا ارتکاب ہو سکتا ہے۔

مسلم فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مردہ حاملہ عورت کا پیٹ چاک کرنا اس وقت جائز ہے جب اس سے نکالے جانے والے بچہ کے زندہ بچ جانے کی امید ہو۔ اس طرح مردہ شخص کے پیٹ سے کسی قیمتی زیور کے نکالنے کے لیے بھی اس کا پیٹ چاک کرنا جائز ہے۔

عمومی مفاد کے تحت مردہ کے کسی عضو کا استعمال، چاہے وہ انسانوں کے علاج کے لیے ہو یا کسی کی صحت کی برقراری اس پر منحصر ہو یا اندھے پن یا موت سے کسی کو بچانا مقصود ہو، اسی وقت جائز ہے جب اس مردہ کا وارث اس عضو کے استعمال کی اجازت دے دے یا اس مردہ کا کوئی وارث ہی نہ ہو یا خود وہ شخص اپنی زندگی میں اس عطیہ کا اعلان کر چکا ہو۔

زندہ شخص کے عضو کی پیوند کاری

زندہ شخص کے کسی عضو کی پیوند کاری صرف اسی صورت میں جائز ہے جب اس

کے پاس اسی عمل کو انجام دینے کے لیے اسی طرح کا کوئی عضو موجود ہو۔ مثال کے طور پر کسی شخص کا گردہ صرف اسی صورت میں نکالا جاسکتا ہے جب اس کے پاس دوسرا گردہ پوری طرح صحتمند ہو اور مطلوبہ عمل انجام دے سکتا ہو۔ لیکن اگر کسی کے پاس متبادل کوئی عضو موجود نہ ہو تو اس کے جسم سے وہ عضو نکالنا جائز نہ ہوگا۔ مثلاً کسی انسان کا دل دوسرے انسان کے جسم میں لگانا اس لیے ناجائز ہوگا کہ انسانی جسم میں دل ایک ہی ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں اصولی بات یہ ہے کہ ایک نقصان کی تلافی کے لیے اسی کے مثل نقصان پہنچانا درست نہیں ہے۔

دفع مضرت جلب منفعت پر فوقیت رکھتا ہے

اگر طبی ماہرین یہ سمجھتے ہیں کہ کسی صحت مند شخص کے جسم سے کسی عضو کو نکال لینے سے اس کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا اور وہ شخص بھی اس عضو کو نکالنے اور کسی ایسے شخص کے جسم میں نصب کرنے کی اجازت دے دے جس کی زندگی اس عضو کی تنصیب پر منحصر ہو تو پیوندکاری کا یہ عمل جائز ہوگا۔ اس سے ایک مریض کی جان بچ جائے گی جبکہ صحت مند شخص محض ایک جزوی منفعت سے محروم ہوگا۔

مضرت کا خاتمہ ہونا چاہیئے

صحت کی حفاظت کے لیے سڑا ہوا عضو جسم سے علیٰحدہ کردیا جاتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی درست ہے کہ مرض کے علاج کے لیے جسم کے کسی حصہ میں آپریشن کا عمل کیا جائے یا کوئی صحیح سالم دانت الگ کردیا جائے اگر اس کی موجودگی نقصان دہ ہو۔ اس طرح کا کوئی بھی آپریشن مثلہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اس لیے یہ سب جائز اور درست ہیں ان کے ذریعہ فائدہ حاصل ہوتا ہے یا نقصان کا ازالہ ہوتا ہے۔

متصادم مفادات

صحت مند شخص کے جسم سے کسی عضو کا الگ کرنا اور کسی مریض کے جسم میں اس کی پیوندکاری ہنگامی اور ناگزیر صورت ہی میں جائز ہے۔ اس امر کا تیقن ضروری ہے کہ جس شخص کے جسم سے عضو الگ کرنا ہے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور جس کے جسم میں پیوندکاری ہونی ہے یہ پیوندکاری کامیاب ہوگی

اس طرح بڑے نقصان سے بچنے کے لیے ہم ایک چھوٹے نقصان کا ارتکاب کرتے ہیں۔

کسی فرد کو زندگی کا وسیلہ فراہم کرنا عظیم احسانات میں سے ایک ہے۔ کسی آدمی کے جسم سے کوئی عضو الگ کر کے کسی قریب المرگ شخص کے جسم میں اس کی پیوند کاری اسے خدا کی مرضی سے ایک نئی زندگی بخشتی ہے۔ اس طرح ایک شخص موت کے منہ سے بچا لیا جاتا ہے۔

ضرورت کو بھی مجبوری کے مثل سمجھا جائے

عام حالات میں جو امور ناجائز ہوتے ہیں مجبوری میں وہ جائز ہو جاتے ہیں۔ یہ اصول کسی شخص کے طبی علاج پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ بہت سے مریض، مرض اور اس کے خطرات سے حفاظت کے لیے عضوی پیوند کاری کے محتاج ہوتے ہیں۔

شریعت نے ہمیں اپنی بیماریوں کا علاج کرنے اور اپنے جسموں کی حفاظت کا حکم دیا ہے۔ اس علاج میں یہ بات بھی شامل ہے کہ بعض حالات میں کسی صحت مند شخص کے جسم کا کوئی عضو مریض کے جسم میں نصب کیا جائے جس کے بغیر اس کا زندہ رہنا ممکن نہ ہو۔ اگر کوئی مستند ڈاکٹر یہ یقین دہانی کرائے کہ مطلوبہ عضو کو نکال لینے سے اس شخص کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا تو یہ علاج حرام نہیں ہوگا اس لیے کہ نقصان پہنچائے بغیر ایک عظیم فائدہ حاصل ہو رہا ہے۔

ایثار کا پہلو

اسلام نے ایثار کی تعلیم دی ہے۔ ایک شخص دوسروں کو کھانا اور پانی دیتا ہے گرچہ وہ خود اس کا ضرورت مند ہوتا ہے اور اس اندیشہ کے باوجود کہ اس کے بغیر وہ کمزور ہو جائے گا یہی ایثار کا جذبہ اس وقت بھی کام کرتا ہے جب کوئی اپنا عضو کسی کو اسی لیے ہبہ کرتا ہے جس سے اس کی زندگی بچ جائے اور خود کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ اس طرح کا عطیہ مریض کے حق میں بڑا احسان تصور کیا جائے گا بالخصوص اس صورت میں جبکہ مریض اس کا قریبی رشتہ دار ہو یا وہ ایسا شخص ہو جس کا، یہ عطیہ کرنے والا احسان مند یا مقروض ہو۔

تعاون کا پہلو

اسلامی شریعت نے امت کو باہمی تعاون کی تعلیم دی ہے تاکہ ان کے درمیان محبت و

رحمدلی کے رشتے استوار و پائیدار ہوں اور وہ جسم واحد کی طرح محسوس ہوں۔ کسی شخص کا خود کو نقصان پہنچائے بغیر دوسرے کی زندگی بچانے کی خاطر کوئی عضو دے دینا اتحاد امت کی معراج اور تعاون کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔

خلاصۂ بحث

مذکورہ بالا سطور میں ایک ایسے مسئلہ میں اجتہاد کے ذریعہ قانون سازی یا فیصلہ صادر کرنے کی وضاحت کی گئی ہے جس میں شریعت کا کوئی واضح حکم موجود نہیں ہے۔

فقہ اسلامی کے ارتقاء کے لیے یہی ایک راستہ ہے جس کے بارے میں ہمارا خیال یہ ہے کہ وہ ہر زمانہ کے لیے مفید و کارآمد ہے۔ اس کے ذریعہ لوگوں کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں۔ ان کے مطالبات حاصل ہوئے ہیں اور ان کے مسائل حل ہوئے ہیں۔

کوئی عمل جس کے حلال یا حرام، جائز یا ناجائز ہونے کی صراحت موجود نہ ہو اگر وہ لوگوں کے مفادات کی تکمیل کر رہا ہو تو اس کی اجازت دے دی جائے گی۔ ہمیں یہ امید نہیں ہے کہ کوئی شخص اعضاء کی پیوندکاری کے ذریعہ حاصل ہونے والے نتائج اور اس طرح افراد امت کو صحت مند رکھنے سے امت کو حاصل ہونے والے فوائد و ثمرات کا منکر ہوگا۔

بعض اعتراضات کا جائزہ

اعضاء کی پیوندکاری کے سلسلہ میں ہونے والے اہم اعتراضات درج ذیل ہیں۔

(۱) اس عمل سے مردے کو تکلیف ہوتی ہے اس لیے یہ جائز نہیں ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ مردہ کی ہڈی کو توڑنا ویسا ہی ہے جیسا زندہ کی ہڈی توڑنا۔"

اس حدیث کو گوشت اور اعضاء کو الگ کرنے پر بھی محمول کیا گیا ہے۔ لیکن یہ بات واضح نہیں ہے کہ حدیث میں مذکور مماثلت کا تعلق تکلیف سے ہے یا گناہ سے۔ اس اشتباہ سے مذکورہ بالا اعتراض قوی نہیں رہ جاتا۔ ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ مردہ کی ہڈی کو توڑنا اتنا ہی بڑا گناہ ہے جتنا زندہ شخص کی ہڈی توڑنا۔ اس روایت کے لحاظ سے تو بات بالکل صاف ہو جاتی ہے کہ اس اعتراض میں کوئی وزن نہیں ہے۔

(۲) یہ خود کو ہلاک کرنے کا عمل ہے۔ یہ اعتراض سورۃ بقرہ کی آیت ۱۹۵ سے مستنبط ہے جس

میں کہا گیا ہے کہ "اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو" اعضا کے عطیہ کو اپنی ہلاکت کے مماثل قرار دیا گیا ہے۔ لیکن آیت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت خودکشی یا اس کے مشابہ کسی عمل کے سلسلہ میں وارد ہوئی ہے۔ عضوی پیوندکاری کو اس کے مشابہ سمجھنا صحیح نہیں ہے۔ البتہ اس آیت سے اعضا کی پیوندکاری میں ایک تحدید عائد ہوتی ہے۔ اس سے کسی ایسے عضو کو نکالنا ممنوع قرار پائے گا جو انسان کے جسم میں ایک ہی ہو اس لیے کہ اس کے نکال لینے سے انسان کی زندگی خطرے میں پڑ سکتی ہے۔ لیکن جب کوئی عضو دو ہوں تو ان میں سے ایک کسی کو دے دینا بشرطیکہ صحت اس کی اجازت دے، جائز ہوگا۔

(۳) ان اعضا سے آخرت میں بھی کام لیا جائے گا۔

قرآن مجید میں کہا گیا ہے کہ یقیناً کان، آنکھ، اور دل سب سے آخرت کے روز سوال کیا جائے گا۔ (۱۷: ۳۶) اس آیت سے یہ استنباط کیا گیا ہے کہ اگر پیوندکاری کے لیے ان اعضا کو نکال لیا جائے گا تو آخرت میں وہ اللہ تعالیٰ کے حضور جوابدہی کے لیے موجود نہ ہوں گے۔ لیکن اس آیت کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان جسمانی اعضا سے سوال نہیں کرے گا بلکہ روح سے سوال کرے گا اور اگر یہ جسمانی اعضا ہی مراد ہوں تو کیا اللہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ ان اعضا کو واپس لے آئے جنھیں جسم سے الگ کر لیا گیا ہے۔

(۴) اعضا، اللہ کی امانت ہیں۔ انسان اپنے جسمانی اعضا کا مالک نہیں ہے کہ وہ جس عضو کو چاہے کسی کو ہدیہ کر دے۔

قرآن یا حدیث میں کوئی ایسی نص موجود نہیں ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ انسان کو اپنے اعضا کا جو امین بنایا گیا ہے اس کا معاملہ دنیا کی دوسری امانتوں سے مختلف ہے۔ انسان کو آسمانوں اور زمین کی تمام چیزوں کا امین بنایا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:۔

کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ نے تمہارے لیے مسخر کر دیا ہے جو کچھ زمین میں ہے (۲۲ : ۶۵)

دوسری جگہ ارشاد ہے:۔

"کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ نے تمہارے لیے مسخر کر دی ہیں وہ تمام چیزیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اور تم پر اپنی نعمتیں تمام کر دیں کھلی ہوئی بھی اور چھپی ہوئی بھی"۔ (۳۱ : ۲۰)

انسان کو یہ اجازت ہے کہ کائنات کی تمام چیزوں کو مناسب طریقے سے استعمال کرے۔ شرط یہ ہے کہ وہ انھیں اللہ کی امانت سمجھے اور اس کی مرضی کے مطابق ہی اس کا استعمال کرے یعنی اس نے

حلال وحرام اور جائز وناجائز کی جو حدود متعین کی ہیں ان کی رعایت کرے۔ انسان کو اپنے جسم پر بھی بس اسی قدر تصرف کا اختیار ہے جو اللہ کو پسند ہے۔

(۵) اعضاء کے ہبہ کرنے کی کوئی قطعی دلیل موجود نہیں ہے۔ قرآن وحدیث میں ایسی کوئی صراحت نہیں ہے جس سے اس فعل کے جائز یا ناجائز ہونے کا حکم لگایا جاسکے۔ جس فعل کی ممانعت آئی ہے وہ مثلہ ہے اسے اعضاء کی پیوندکاری سے مماثل قرار دینا صحیح نہیں ہے کسی چیز کی ممانعت کا مطلب اس میں مفید عنصر کی بجائے مضر عنصر کا غلبہ ہے۔ جہاں تک اعضاء کی پیوندکاری کا عمل ہے تو مردہ جسم سے کسی عضو کو نکالنا اور اسے جسم کے ساتھ دفن نہ کرنا اس کی قباحت اس وقت قابل توجہ نہیں رہتی جب یہ دیکھا جائے کہ اس عضو کے ذریعہ انسانی زندگی کے بچانے کا ایک غیر معمولی کارنامہ انجام دیا گیا ہے۔ اسلام زندہ افراد کی رعایت اور احترام کو مردہ کی رعایت واحترام کے مقابلہ میں ترجیح دیتا ہے۔

(۶) اعضاء کا ہدیہ ایک بدعت ہے۔

یہ عام تصور ہے کہ مسلم میت میں کسی قسم کا تصرف نہیں کرنا چاہئے جس طرح رسول اکرمؐ اور صحابہ کرام کے زمانہ میں ہوا کرتا تھا۔ بات یہ ہے کہ آج کے مسلمانوں میں بہت سی بدعتیں ایسی رواج پا گئی ہیں جنھیں تسلیم کرلیا گیا ہے اور ہر بدعت ممنوع بھی نہیں ہے۔ چنانچہ کسی کی جان بچانے کی خاطر یا طبی تحقیق کے لیے مردہ جسم سے کسی عضو کا نکالنا یا سبب موت کی واقفیت کے لیے پوسٹ مارٹم کرنا قابل اعتراض نہیں ہوسکتا۔

رسول اکرمؐ کے زمانہ میں اس کی نظیر اس لیے نہیں ملتی کہ فن طب اس وقت تک اس قدر ترقی یافتہ نہیں تھا آج جبکہ اعضاء کی پیوندکاری ممکن ہوگئی ہے اس لیے ہمیں اس میں اجتہاد سے کام لینا چاہئے ایک زندہ شخص کو اپنی جان بچانے کے لیے دوسرے کا عضو درکار ہے یہ خود اس لازمی ضرورت میں آتا ہے جس کے لیے حرام چیز بھی مباح ہوجاتی ہے۔

(۷) عضو کا عطیہ قبول کرنے والا عطیہ دینے والے شخص کے ساتھ جنت میں جائے یہ ضروری نہیں ہے۔

یہ خیال اللہ تعالیٰ کی اس قدرت پر حرف لانے کے مترادف ہے کہ وہ انسانی جسم کے اعضاء کو یکجا کرنے پر قادر ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تباہ شدہ یا کسی دوسرے جسم میں نصب شدہ عضو بھی جنت یا جہنم اصل انسان کا حصہ بن جائے گا وہ تو صرف یہ حکم دے گا کہ ہوجا اور ایسا واقع ہوجائے گا۔